# Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق

ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 5, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

**ڈاکٹر شازیہ رزاق**

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

**شبینہ رمضان**

ایم۔ایس، ریسرچ سکالر شعبہ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

## ناصر شہزاد کی شاعری پہ پنجابی زبان کے اثرات"

**Dr. Shazia Razzaq**
Assistant Professor, Urdu Department, Lahore College For Women University Lahore.
**Shabeena Ramzan**
MS. Research Scholar Urdu Department, Lahore College For Women University Lahore.

## “Effects of Punjabi language on Nasir Shahzad’s Poetry

All time famous poet Nasir Shahzad, has distinct voice and style in literature. He is well known trend setter poet. His unique style of writing gives him more importance in literature. He wrote about love, nature, globalization and nostalgia in such a polite way. Due to his connection with Punjab, his speech mentions the love of soil and the beauty of nature. This article is an attempt to describe effects of Punjabi language on Nasir Sahzad’s poetry.

**Key Words:** Nasir Shahzad, Zafar Iqbal, Muneer Niazi, love, nature, lyricism, modernism.

**کلیدی الفاظ:** ناصر شہزاد، ظفر اقبال، منیر نیازی، محبت، فطرت، غنائیت، جدیدیت

داخلی وخارجی کیفیات کو صفحہ قرطاس پر منعکس کرنے والوں کی صف میں ایک باوقار، سنجیدہ، نئی روایتوں کا علمبردار بلند فکر نام **سید ناصر شہزاد** دسمبر۔1937 ء کو ساہیوال کے گاؤں شیخو شریف میں پیدا ہوئے جو دریا کنارے واقع ہے۔ پانچویں جماعت کے بعد انہیں گورنمنٹ ہائی سکول منٹگمری داخل کرایا گیا جہاں انہیں ایک کمرے میں نوکر کے ساتھ رہنا پڑا مگر گھر اور گاؤں کی یاد انہیں مسلسل ستاتی رہی۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں جب گاؤں کی طرف لوٹتے تو کھیت کھلیان انہیں بہت لبھاتے۔ میٹرک کے بعد گورنمنٹ ڈگری کالج منٹگمری میں ان کی ملاقات صبا نقویؔ، خان شیر دل خان (ریٹائرڈ چیف سیکرٹری پنجاب)، نیلام گھر والے طارق عزیز، چوھدری اختر سعید، مھدی حسن، جعفر حسن عسکری اور خورشید رضوی جیسے نامور لوگوں سے ہوئی۔

شاعری کی طرف ان کی رغبت بڑھانے میں مجید امجد، الف-د- نسیم، انور شبنم دل، ایم ڈی مرزا کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ جب انہوں نے شاعری کا آغاز کیا تو اس وقت مجید امجد، منیر نیازی، ظفر اقبال، احمد مشتاق، ناصر کاظمی جسے نامور شعرا اکرام بھی حسن غزل کو سنوارنے میں متحرک تھے۔ 1

اپنے گردو نواح کی اچھوتے انداز میں عمدہ عکاسی کرنے والے ناصر شہزاد 22 دسمبر 2007ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گے۔ سید ناصر شہزاد نے گیت، غزل، دوہے، حمد ونعت اور سلام لکھ کر میدان ادب میں اپنی اہمیت کو اجاگر کیا۔ پرانی شعری روایت سے انحراف کرتے ہوئے نئی راہوں کو تلاش کیا۔ ناصر کے کلام میں اردو کے پہلو بہ پہلو رحسن کلام کو چار چاند 0 پیجابی، ہندی اور فارسی زبان کے الفاظ بکثرت ملتے ہیں لیکن کہیں بھی یہ الفاظ ثقیل یا نامانوس معلوم نہیں ہوتے بلکہ شعر کا حصہ بن ک لگاتے ہیں۔

انہوں نے جس ماحول میں پرورش پائی اس کی عمدہ عکاسی ان کے کلام میں جابجا ملتی ہے انہوں نے واردات قلبی سے بین الاقوامی حدود تک بہت سے موضوعات کا احاطہ کیا ہے ان کے کلام میں اپنے ماضی سے بے پناہ انسیت جھلکتی ہے۔ کھیت، کھلیان، کچی سڑکیں، کھلے باغات، کچے گھر پکے رشتے، بہتی ندیاں، خوشبو لٹاتے پھول ان کی شاعری کا بنیادی موضوع ہیں۔

بعض مفکرین کے نزدیک شاعری جذبات کی دل آویز موسیقی، احساسات کی حسین مصوری اور تخیل کا رقص دلفریب ہے۔ یہ جنت نگاہ بھی ہے فردوس گوش بھی اس کا اثر دل ودماغ پر ہوتا ہے حواس کے تاروں کو چھیڑتی ہے اور روح پر سرخوشی بن کر چھا جاتی ہے۔ الختصر شاعری جذب وشوق کی لغزش مستانہ اور عقل وشعور کا حسین ارتعاش ہے یہ محض شاعرانہ خیال ہی نہیں ایک حقیقت بھی ہے شاعری جذبات کے ساتھ ساتھ شعور وادراک سے بھی گہرا ربط رکھتی ہے۔2

ناصر شہزاد نے جس عہد میں شاعری کا آغاز کیا اس عہد کے دیگر شعرا کرام کے کلام کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس عہد میں شاعری میں اردو کے پہلو بہ پہلو پنجابی زبان کے الفاظ کے استعمال کا چلن عام ہے۔ اس کی عمدہ مثال ہمیں ظفر اقبال کی شاعری میں ملتی ہے۔

ظفر اقبال (27 ستمبر 1932ء) کا نام میدان ادب میں اس حوالے سے بہت نمایاں ہے کہ انہوں نے نت نئے فنی تجربات کے ساتھ سادگی و سہل ممتنع کو شاعری کا حصہ بنا کر فن اور فکر کو تازگی بخشی انہون نے قواعد وزبان میں تبدیلیاں، ہندی و پنجابی الفاظ نیز خود ساختہ الفاظ کے استعمال سے شاعری میں منفرد مقام حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے اشعار میں روزمرہ مستعمل پنجابی الفاظ کو اس طرح استعمال کیا ہے کہ وہ بوجھل یا اجنبی معلوم نہیں ہوتے بلکہ یہ الفاظ شعر کا حصہ بن کر حسن کلام کو مزید بڑھاتے ہیں۔

ٹوٹے ہوئے مکاں کی ادا دیکھتا کوئی
سرسبز تھی منڈیر کبوتر سیاہ تھا 3

تن بھی ننگا من بھی ننگا سورج بھی ہے سخت
دھوپ کی چادر دے کر کوئی لے گیا کپڑا لتا 4

درج بالا اشعار میں منڈیر، کپڑا لتا جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال اس سلیقے سے کیا گیا ہے کہ وہ دوسری زبان کے الفاظ معلوم ہی نہیں ہوتے۔ ظفر اقبال نے فنی تجربات کے ذریعے اپنی تخلیقیت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

اسی طرح منیر نیازی (1928-2006ء) قبولیت واستناد کے حامل عہد ساز شاعر کے کلام میں بھی ہمیں پنجابی زبان کی آمیزش ملتی ہے۔ فکر جذبے کا قالب کس طرح اختیار کرتی ہے اس کا سب سے عمدہ نمونہ منیر نیازی کے اشعار ہیں۔ اپنے معاصرین کے ہجوم میں جو وہ تنہا اور منفرد دکھائی دیتے ہیں تو اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی الگ راہ نکالنے کی جستجو کی ہے۔ منیر کی شاعری میں حسن فطرت، خوابوں اور یاد ماضی کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ منیر نیازی کو حسن فطرت کا شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں پنجابی الفاظ کی آمیزش حسن کلام کا موجب بنتی ہے نہ کہ اشعار کو دقیق اور بوجھل بناتے ہیں۔

کل دیکھا ایک آدمی، اٹا سفر کی دھول میں
گم تھا اپنے آپ میں، جیسے خوشبو پھول میں 5

سیہ بادلوں سنگ روتے رہو
کبھی چاند کو تک کو آہیں بھرو 6

ایک عورت پاس آکر مجھ کو یوں تکنے لگی
جیسے میری آنکھ میں کوئی دیکھنے کی چیز تھی 7

درج بالا اشعار میں منیر نیازی نے اٹا، تک اور تکنا جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال اس عمدگی سے کیا ہے کہ اگر ان کا مترادف حرف استعمال کیا جائے تو حسن کلام بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

دوسروں تک اپنے جذبات، محسوسات واحساسات کی ترسیل کے لیے شاعر شعر، مصنف نثر پارے اور سازندے سروں کے قالب کو متعین کرتے ہیں۔ ناصر شہزاد نے بھی محسوسات واحساسات کی ترسیل کے لیے شعر کے قالب کو منتخب کیا۔

سید علی حسینی لکھتے ہیں:

"اسلوب بیان سے مراد بات کہنے کا ڈھنگ اور تحریر کی طرز ہے۔" 8

Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005
ISSN Online 2790-9972
VOL 5, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com
dareecha.tahqeeq@gmail.com

**ناصر شہزاد** کے کلام میں انتہائی شستہ، رواں اور سادہ انداز بیان ملتا ہے ان کا اسلوب دراصل کسی شعوری کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ ایک لاشعوری عمل ہے۔ ان کے یہاں غصہ، نفرت اور بیزاری کے جذبات نہین ملتے بلکہ وہ تو چہار سو امن کے داعی اور محبت کے پیامبر ہیں۔

جذبہ محبت کو شاعری میں کلیدی حیثیت حاصل ہے ناصر کے کلام میں واردات محبت کا تذکرہ نہایت منفرد وا چھوتے انداز میں ملتا ہے ان کے کلام میں محبت کے کئ رنگ ملتے ہیں لیکن وہ متعلقات محبت کے حوالے سے ایک خاص تصور رکھتے ہیں اور کیفیات محبت کا تذکرہ پنجابی الفاظ کی آمیزش سے اس طرح کرتے ہیں کہ خیال نہایت بلند اور منفرد معلوم ہوتا ہے۔

ے رات ڈھلے اٹھ اٹھ کر پانی پیتی ہوں
تن ترشا سے ناں مرتی ناں جیتی ہوں
چکے پہ کمہارن مٹکے گھڑتی ہے
چڑھتی چنابوں میں گل بوٹے جڑتی ہے
انگ میں رنگ بلونے سے ڈر لگتا ہے
چھت پہ اکیلی سونے سے ڈر لگتا ہے 9

ے ڈھونڈے کسی کو روح، رفاقت کسی سے ہو
جیون جگت میں ہے یہی دستور چاہ کا 10 ے

ے تج دنیا پران۔۔۔ پریت نبھانا سپھل اصول
دل میں جو کل تلک تھی وہی بات آج ہے 11

درج بالا اشعار میں چکے ، بلونا، جگت، پران اور پریت جیسے پنجابی الفاظ استعمال کیے گے ہیں۔

ناصر شہزاد کے کلام میں واردات محبت کے بیان کے ساتھ ساتھ محبوب کا تصوراتی پیکر بھی جھلکتا ہے کہ جہاں وہ اس کے برملا اظہار سے گریزاں اشاروں، کنایوں میں منفرد انداز میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کبھی وہ اسے کتابوں سے تشبیہ دیتے ہیں کبھی اس کی آنکھوں کو جھیل میں ڈوبے کمل سے، مکھڑے کو کبھی سونے کی پگلی ڈلی سے کبھی دھوپ سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ے جس کی جلد کتاب بدن دیباچہ ہے
ازلوں سے دل اس کے لیے گواچہ ہے 12

ے اکھیاں جیسے جھیل میں ڈوبے نیل کمل
مکھڑا جیسے پگھلے ہوئے سونے کی ڈلی 13

ے دھوپ ہی دھوپ تھی اس کے مکھ پر
روپ ہی روپ ہوا میں اترا 14

ان اشعار میں گواچہ، اکھیاں، مکھڑا، ڈلی اور مکھ جیسے پنجابی الفاظ استعمال حسن کلام کا ضامن ہے۔

ناصر جذبہ محبت کے غالب آجانے کے بعد اس جذبے کے اظہار کے بھی خواہاں نظر آتے ہیں لیکن ان کے کلام میں یہ اظہار برملا انداز میں نہیں پایا جاتا بلکہ اس اظہار میں خاص حیا و لجاجت کا عنصر پایا جاتا ہے لیکن اردو اور پنجابی زبان کے ملے جلے الفاظ کا انتخاب انہیں اس اظہار میں بھی معاونت عطا کرتا ہے۔

ے پنیا بھرن دے چھیڑ نہ مجھ کو
لاج لگے، کہوں کیسے میں تجھ کو

Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 5, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

میں ناری الھڑ۔۔۔البیلی
جانوں نہ یہ چنچل اٹھکیلی
مجھ کو سنا مت من کی بتیاں
میں نہ بتاؤں تجھ سنگ رتیاں 15

درج بالا شعر میں پنیا، الھڑ، بتیاں اور رتیاں جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔

سید عابد علی عابد کے بقول:

"شاعر افراد کے افعال و جذبات کو ایسے طور پر بیان کرتا ہے کہ وہ مجموعی اور آفاقی بن جاتے ہیں۔"16

ناصر شہزاد کے کلام میں جذبہ محبت، اس کے متعلقات اور محبوب کے ذکر کے پہلو بہ پہلو عاشق صادق کی کیفیات کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ کہ وہ ایک مخلص انسان ہے جو محبوب کی جفاؤں کے باوجود پر امید رہتا ہے اور اس کی آنکھیں چہار سو محبوب کی تلاش میں سر گرداں رہتی ہیں۔

نرم گرم دھوپوں میں اوس پوس پالے میں
نین نت تجھے ڈھونڈیں، کنج میں کہالے میں 17

اس شعر میں پوس، پالے اور کہالے جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

جس طرح وقت کا دھارا ہر شے میں تبدیلی لے آتا ہے اسی گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ راہ محبت کے مقامات میں بھی تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے کبھی یہ جنون و دیوانگی کی صورت ہر پل محبوب کی تلاش میں سر گرداں ہے اور کبھی سب کچھ قربان کر کے خالی دامن لیے اپنی ہی حالت حال پر حیراں ہے۔ ناصر نے ان کیفیات کی عکاسی کیلیے پنجابی الفاظ سے کلام کو مزین کیا ہے۔

پران دکھی، دل گھائل، نس نس بوجھل ہے
تجھ سے لگا کر نین یہ جیون بیکل ہے 18

کنڈ کچھار میں منیہاں برسے
دل تیرے ویکھن کو ترسے
بھیج سندیس، سناونی
آری سکھی۔۔۔ 19

بجھی نہ تجھ بن پیاس سلگتے نیئن کی
بیت گیا ساون مینہاں برسا کر بھی 20

سمائی پران بن کر جو بدن میں
اسے ملنا بھی اب دشوار جانا 21

درج بالا اشعار میں پران، جیون، کنڈ، مینہاں، ویکھن، سندیس جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال خیال کی عمدہ عکاسی میں معاون و ممد و ہوتا ہے۔

دکھوں اور ناکامیوں پر رونا انسانی فطرت ہے مگر ناصر کے یہاں اس حوالے سے نہایت منفرد پہلو ملتا ہے کہ جب راہ محبت میں ناکامی ان کا مقدر ٹھہرتی ہے تو وہ محبوب سے شکوہ بھی نہایت لطیف انداز میں کرتے ہیں۔

تجھ سے باندھ کے جنم جنم کا ناطہ میں پچھتاؤں
تیرے دھیان میں سانجھ سکارے چھم چھم نہر بہاؤں
تجھ کو لاج نہ آئے

کاہے نین چرائے 22؎

اب کاہے پچھتائے ری گوری اب کاہے پچھتائے

تونے اک دھن وان کی خاطر پریت میری ٹھکرائی

تجھ کو لاج نہ آئی 23؎

درج بالا بند میں سانج سکارے، کاہے، پچھتائے، پریت، اور دھن وان جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

ناصر شہزاد کے کلام میں انفرادی و اجتماعی تجربات، داخلی و خارجی کیفیات کے ساتھ سماجی و معاشرتی معاملات کی بھی خوبصورت عکاسی ملتی ہے۔ انہوں نے معاشی ترقی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خوف تنہائی، بے چینی اور احساس بیچار گی کو بھی موضوع بنایا ہے۔

پتھروں کے عہد سے نکلا تو لوہے میں ڈھلا

میری خواہش کا جتن ہی مجھ کو سلگانے لگا 24؎

چھپر کھٹوں پر بوندیں برسیں

میز پر رکھے میک اپ ترسیں

ہونٹ اور چہرا دونوں خالی

تجھ درشن کے نین سوالی

پریت کنول کملائے

جی گھبرائے 25؎

درج بالا شعر میں جتن، ڈھلا، چھپر کھٹوں، پریت جیسے پنجابی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

ادب کے میدان سے وابستہ دیگر شعرا کرام کے برعکس ناصر شہزاد کا تصور حسن نہایت منفرد و اچھوتا ہے ان کا تصور حسن انسان کے وجودی پیکر سے بلند ہو کر فطری مناظر کے تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے کلام میں حسن کا کوئی مجسم پیکر نہیں ملتا البتہ ان کا تصور حسن فطری مناظر اور فطرت کی خوبصورتی کے حوالے سے ملتا ہے۔ وہ فطرت کے خوبصورت مناظر کا تذکرہ اس انداز سے کرتے ہیں کہ حسن فطرت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنے جوبن پر نظر آتا ہے۔

کاٹھ کے چھجوں پہ چڑھتی بیلیں

لک جھک کھیلیں

گھڑی کی باہم ملتی سوئیاں

جوں گزدھر کی گوئیاں 26؎

اس شعر میں چھجوں، لک جھک، دھر جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔

ناصر کے کلام کا خاص وصف ان کی عمدہ منظر نگاری بھی ہے۔ انہیں منظر نگاری میں کمال حاصل ہے ان کے کلام میں مکمل اور متحرک مناظر کی تصویریں ملتی ہیں جیسے ناصر نے برسات سے قبل گرمی کی شدت کو اس عمدگی سے قلمبند کیا ہے کہ تصویر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہے۔

ندیاں نالے سوکھے ہیں

کونجیں کوکیں باڑے میں

مینڈک تل تلواڑے میں

پیاس سے ترسیں ڈنگر، ڈھور

Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 5, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

بگیل، چڑیاں، مور، چکور

پژمردہ آلوچے، آم

مرجھائے کیاری میں پام

----------

میناں بھیج 27

درج بالا اشعار میں تل تلواڑے، ڈنگر ڈھور اور میناں جیسے پنجابی الفاظ استعمال کیے گے ہیں۔

شاعری میں لمبی اور بڑی بحر کا استعمال حسن کلام کا ضامن ہوتا ہے لمبی بحر میں باآسانی اور واضح انداز میں بات بیان کی جاسکتی ہے جبکہ چھوٹی بحر میں بات بیان کرنا قدرے دشوار معلوم ہوتا ہے کیونکہ لمبی بحر کی مدد سے شاعر اپنی بات زیادہ واضح انداز میں قارئین تک پہنچاسکتا ہے۔ ناصر کے کلام میں لمبی بحر کا استعمال کلام کو مزید مزین کرتا ہے لمبی بحر کا زیادہ تر استعمال ان کی غزلوں میں ملتا ہے۔

دھیان کی تٹ پر تیرا میرا پیکر ابھرے صدیوں پار

دل کی دوار پر پنچھی چہکیں جنگل کی ویرانی میں 28

دیکھ! ناصر وہ آکاش کی نیلگوں جھیل سے پھوٹتی پو بکسنے لگی

صبح کی چھپئی دھوپ کی چاپ سے دل بپھرتے اندھیروں کا ڈرنے لگا 29

ان اشعار میں تٹ، دوار، پو، بکسنے جیسے پنجابی الفاظ استعمال ہوے ہیں۔

ناصر شہزاد کے کلام میں جہاں لمبی بحروں کو ذریعہ اظہار کے لیے بروے کار لایا گیا ہے وہیں مختصر بحر کا استعمال ان کی فنی چابکدستی کا منہ بولتا ثبوت ہے اگرچہ چند کلمات موزوں کے بر محل استعمال سے اپنا مدعا قاری تک پہنچانا دل گردے کا کام ہے مگر ناصر اس فن میں بھی طاق ہیں گویا انہوں نے شاعری میں جس بھی فن کر اپنایا اس پر اپنی دسترس کی مہر ثبت کر دی اگرچہ مختصر بحر کا استعمال ایک مشکل کام ہے مگر ناصر کے کلام میں متعدد بار مختصر بحر کا استعمال ملتا ہے۔

تو آنکھوں کا تارا

تو انمول اولا

ہم تم لگیں کنارے

کر کوئی تو ہلا 30

پکڑ کر باگ گھوڑے کی

کروں بنتی سجن سے میں

تجھے خواہش و چھوڑے کی

یہ وادی، یہ کنار جو 31

دل ڈوبے دل گھبرائے

دل تڑپے دل تڑپائے

یہ دل بھی ایک بجھارت

یہ دل بھی ایک پہیلی

----

دل چاپ چاپ پر ڈولے

Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 5, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

دل کھائے مست جھکولے 32

درج بالا اشعار میں اولا، ہلا، بتی، وچھوڑا، بھارت، ڈولے اور جھکولے جیسے پنجابی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

شاعری کا حسن فکر و فن کے حسین امتزاج میں ہے اور یہی حسین امتزاج ناصر شہزاد کے کلام کا خاصہ ہے کہ جہاں انہوں نے نہایت منفرد اسلوب میں جذبات واحساسات، محبت، ہجر و فراق، معاشی و معاشرتی حالات اور سیاسی و سماجی معاملات کو قلمبند کیا ہے۔ان کے کلام میں زندگی کے وہ تمام نشیب وفراز دیکھے جاسکتے ہیں جو انسانی زندگی کا حاصل ہیں۔

ناصر شہزاد جذبوں کو خوبصورت پیرائے میں ادا کرنے کا ہنر خوب جانتے ہیں یہ جذبے ان کی شاعری میں مختلف صورتوں میں نمودار ہوتے ہیں ان کے کلام میں داخلی و خارجی حالات کی عمدہ عکاسی ملتی ہے انہوں نے سماج میں پنپنے والے رویوں اور حالات کو بھی نہایت سلیقے سے پیش کیا ہے۔

ناصر شہزاد کی مقامیت ضلع ساہیوال ہے اس باعث ان کے کلام میں دھرتی سے محبت، فطری مناظر کی دلکشی، پانیوں کی روانی کا تذکرہ ملتا ہے۔ مگر اطراف کی فطری و سماجی منظر کشی کے لیے انہوں نے اردو کے ساتھ اپنی مقامی زبان (پنجابی) کے الفاظ کا چناؤ اس عمدگی سے کیا ہے کہ قاری داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا انہوں نے نہ صرف الفاظ کے چناؤ بلکہ فکری حوالے سے بھی پنجابی زبان سے استفادہ کیا اسی لیے ان کے کلام میں فکری وفنی ہر دو حوالے سے وسعت پائی جاتی ہے جو ان کے کلام کی آفاقیت کی ضامن ہے ان کے کلام میں متعدد فنی لوازم کا برمحل استعمال ان کے کلام میں یگانگت پیدا کرتا ہے۔

## حوالہ جات

1۔ناصر شہزاد، بن باس،لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2004ء،ص-34-36
2۔عبادت بریلوی: ڈاکٹر، شاعری کیا ہے ؟،لاہور: ادارہ ادب وتنقید،1989ء،ص۔ 32
3۔ظفر اقبال، گلافتاب،لاہور: زاہد بشیر پرنٹرز، باردوم 1995ء،ص۔29
4۔ایضا،ص۔57
5۔منیر نیازی، جنگل میں دھنک،لاہور: ماورا پبلشرز،1993ء،ص۔7
6۔ایضا،ص۔ 21
7۔ایضا،ص۔24
8۔علی عباس حسینی: سید، ناول کی تاریخ وتنقید،لاہور: لاہور اکیڈمی،1964ء،ص۔ 88
9۔ناصر شہزاد، بن باس،لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2004ء،ص۔ 98
10۔ایضا،ص۔ 447
11۔ایضا،ص۔ 468
12۔ایضا،ص۔ 112
13۔ناصر شہزاد، چاندنی کی پتیاں،لاہور: مکتبہ ادب جدید،1965ء،ص۔104
14۔ایضا،ص۔ 27
15۔ایضا،ص۔ 466
16۔عابد علی عابد: سید، اسلوب،لاہور: مجلس ترقی ادب،1971ء،ص۔ 24

17۔ناصر شہزاد، بن باس، لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2004ء، ص۔143
18۔ناصر شہزاد، چاندنی کی پتیاں، لاہور: مکتبہ ادب جدید، 1965ء، ص۔94
19۔ایضا، ص۔63
20۔ناصر شہزاد، بن باس، لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2004ء، ص۔ 596
21۔ایضا، ص۔464
22۔ناصر شہزاد، چاندنی کی پتیاں، لاہور: مکتبہ ادب جدید، 1965ء، ص۔32
23۔ایضا، ص۔ 61
24۔ناصر شہزاد، بن باس، لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2004ء، ص۔ 581
25۔ایضا، ص۔770
26۔ ایضا، ص۔593
27۔ایضا، ص۔910
28۔ ایضا، ص۔776
29۔ناصر شہزاد، چاندنی کی پتیاں، لاہور: مکتبہ ادب جدید، 1965ء، ص۔53
30۔ناصر شہزاد، بن باس، لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2004ء، ص۔470
31۔ایضا، ص۔773
32۔ناصر شہزاد، چاندنی کی پتیاں، لاہور: مکتبہ ادب جدید، 1965ء، ص۔64